نوعِ انسان کے دل خدائے واحد و یگانہ کے جھنڈے تلے جمع کر دیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍جون ۱۹۷۹ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

بعض اذہان میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے لئے نذیر اور مومنوں کے لئے بشیر ہیں۔ قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر جو روشنی ڈالی ہے اس سے ہمیں پتا لگتا ہے جو وہ اس سے کچھ مختلف ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کا تعلق آپ کی رحمت کا تعلق صرف انسان سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ہر مخلوق سے ہے۔ اس سے پہلے ایک خطبہ میں میں مختصراً اس مضمون پہ بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں۔

اس عالمگیر رحمت کا جلوہ جو انسان پر ظاہر ہوا وہ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سبا:۲۹) کی شکل میں کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بھی ہیں اور نذیر بھی ہیں۔

اس آیت کے ٹکڑے سے ہمیں بہت سی باتیں پتا لگتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ تمام قوتیں اور طاقتیں عطا کر دی ہیں جن کے استعمال سے وہ بدی سے بچ سکتا ہے۔ جن کے نتیجہ میں وہ ان راہوں پر چلنے سے محفوظ رہ سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی اور شیطان کی گود تک پہنچانے والی ہیں۔ اس سے ہمیں یہ بھی پتا لگتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ تمام صلاحیتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں جن کی نشوونما کے بعد اور جن کے مطابق اعمالِ صالحہ بجا لا کر انسان خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کر سکتا ہے، اس کی رضا کو پا سکتا ہے، اس کی جنتوں کا وارث بن سکتا ہے، اس کی بے شمار نعماء سے حصہ لے سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافر کے لئے نذیر بھی ہیں اور بشیر بھی ہیں۔ کافر کے لئے نذیر اس معنی میں کہ آپ اسے کہتے ہیں کہ دیکھو! جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور مقصودِ حیات کے حصول کے لئے جو قوتیں اور استعدادیں اس نے تمہیں عطا کیں اور تمہاری رہبری کے لئے جو عظیم ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہو چکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں میں تمہارے لئے کامل شریعت لے کے آیا ہوں۔ تم اگر میری بات کو سنو گے نہیں، اگر تم اپنی طاقتوں کو ضائع کرو گے، اگر تم خدا کی طرف توجہ نہیں کرو گے اور شیطان کی طرف منہ کر کے اپنی زندگی کے دن گزارو گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ تمہارے حصہ میں آئے گی۔ یہ انذار کرتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو اور بشارت دیتے ہیں کہ میری آواز پر لبیک کہو میں تمہاری عزت کو قائم کرنے کے لئے، میں تمہاری دنیوی اور روحانی فلاح و بہبود کے لئے آیا ہوں۔ ایسی تعلیم لے کے آیا ہوں جو زندگی میں بھی تمہاری بھلائی کے سامان پیدا کرتی ہے اور اخروی جنتوں کے بھی سامان پیدا کرتی ہے۔ جو حقیقی زندگی خدا چاہتا ہے تم گزارو، اس زندگی کے سامان پیدا کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ اسی واسطے قرآن کریم نے یہ کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہو کیونکہ وہ تمہیں بلاتے ہیں اس لئے لِيُحْيِيَكُمْ کہ وہ تمہیں زندہ کریں۔ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال: ۲۵) کہ تمہیں اس غرض سے بلاتے ہیں کہ تمہیں زندہ کریں۔ یہ کفار کو کہا گیا۔ اب یہ انذار تو نہیں یہ تو بشارت ہے بڑی زبردست۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نذیر ہیں کافر کے لئے اس طرح بشیر بھی ہیں کافر کے لئے اور یہ خیال بھی غلط ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے لئے محض بشیر ہیں جو اعلان کرتا ہے کہ میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کے رب پر ایمان لایا۔ آپ بشیر بھی ہیں اس کے لئے اور نذیر بھی ہیں اس کے لئے یعنی جس طرح کافر کے لئے نذیر اور بشیر ہیں

اسی طرح مومن کے لئے بھی نذیر اور بشیر ہیں۔قرآن کریم بھرا پڑا ہے اس مضمون کے ساتھ اور ایک آیت میں نے اٹھائی ہے جس میں صاف، بالکل وضاحت کے ساتھ یہ ہے کہ مومنوں کے لئے آپ نذیر بھی ہیں اور بشیر بھی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (الاعراف:۱۸۹) کہ میں صرف نذیر اور بشیر ہوں مومن قوم کے لئے۔تو یہ خیال کہ مومنوں کے لئے محض بشیر اور نذیر نہیں اور کافروں کے لئے محض نذیر اور بشیر نہیں یہ غلط ہے۔اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ایک دفعہ ایمان کا دعویٰ کر دیا پھر بشارتیں ہی بشارتیں ہیں، پھر خیر ہی خیر ہے، پھر خوشحالی ہی خوشحالی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا ہی رضا ہے اور ہماری کوئی ذمہ داری نہیں، ہمارے اوپر کوئی پابندیاں نہیں، گناہوں سے بچنے کے لئے ہم نے کوئی کوشش نہیں کرنی۔نیکیاں کرنے کے لئے ہم نے ہر قسم کی جدوجہد اور سعی نہیں کرنی۔ یہ خیال غلط ہے۔

اصولی طور پر خدا تعالیٰ نے جو لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ مومن قوم کو جو بشارت دی وہ بڑی زبردست ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (اٰل عمران:۱۴۰) ہر شعبۂ زندگی میں فوقیت تمہیں حاصل ہوگی۔اعلیٰ کا لفظ بولا ہے نا۔ ہر شعبۂ زندگی میں فوقیت تمہیں حاصل ہوگی یہ بشارت ہے مگر اس کے ساتھ میں نے قرآن کریم پر بڑا غور کیا ہر بشارت کے ساتھ انذاری پہلو ساتھ لگا ہوا ہے۔اس کے ساتھ ایک انذار ہے۔اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کرو گے تو یہ بشارت تمہارے حق میں پوری نہیں ہوگی۔ الْاَعْلَوْنَ والی اور تیرہ چودہ سو سالہ اسلامی زندگی میں جو مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی آپ تاریخ دیکھیں اس کے دونوں پہلو انذار کے بھی اور تبشیر کے بھی بڑے زبردست طریقے پر پورے ہوئے۔ ایمان کے تقاضے جہاں بھی پورے کئے گئے، فوقیت بشارت کے مطابق لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ انہی کو حاصل ہوئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی وہ تو اس زمانے کا تو ہر لمحہ اس کی تائید کر رہا ہے کیونکہ آپ کی تربیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم تھے وہ تقاضوں کو پورا کر رہے تھے ایمان کے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قیادت کر رہے تھے۔ ہر وقت ان

کی رہنمائی تھی۔ جس وقت انتہائی دکھوں کی زندگی تھی ان دکھوں میں سے کامیاب نکلے۔ تیرہ سالہ زندگی کے دکھ اٹھا کے پھر چند سال میں سارے عرب پر غالب آ جانا یہ کوئی معمولی معجزہ نہیں ہے۔ ایسا معجزہ ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی کہ کسی قوم کو تیرہ سال تک اس طرح پیسا گیا ہو مکی زندگی میں اور آٹھ سال تک حملہ آور ہو کر اس طرح کوشش کی گئی ہو ان کو نیست و نابود کرنے کی اور پھر بیس سالہ اس ظالمانہ کوشش کا نتیجہ اسلام کی موت نہیں بلکہ مسلمان کی زندگی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

پھر ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ لیتے ہیں۔ چھوٹی سی قوم ہے۔ غیر مہذب ہے۔ طاقت ان کے پاس کوئی نہیں۔ ہتھیار ان کے پاس اچھا نہیں۔ تجربہ کار یہ نہیں ہیں جنگ کے میدان میں اور مال و دولت ان کے پاس نہیں ہے پھر ہم کسریٰ کا یہ غرور دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا کے خزانے لوٹے ہوئے تھے۔ اتنے ہیرے جواہرات تھے کہ ہمارے جرنیلوں کو تو شاید بیس روپے کی ٹوپی ملتی ہوگی پہننے کو اور ان کے کور کمانڈر ایک لاکھ کے ہیرے جڑے ہوتے تھے اس کی ٹوپی میں۔ یہ اس کا حکم تھا کہ ایک لاکھ ہیرے اور اس زمانہ میں ایک لاکھ میں جو ہیرا ملتا تھا اب شاید دو کروڑ میں بھی نہ ملے۔ ان کو خیال پیدا ہوا کہ ہم مٹا دیں گے اور ہوا یہ کہ پہلے اس نے یہ ترکیب کی۔ یہ اس کا بڑا زبردست منصوبہ ہے۔ عام طور پر ہمارے جو مبلغ ہیں وہ اپنی تقریروں میں اس حصہ کو نہیں لیتے۔ یہ جو ارتداد کا فتنہ پیدا ہوا ہے عرب میں، یہ سارا منصوبہ ایران کے کورٹ میں یعنی بادشاہ نے خود چھ سو عرب سرداروں کو بلا کے یہ منصوبہ بنایا تھا اسلام کو مٹانے کے لئے۔ تو حملہ تو کر دیا اس نے جس وقت یہ ناکام ہوا منصوبہ اس کا تو چھیڑ چھاڑ اس نے اور دوسرے طریقے پر کی ہوگی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید ابھی مدینہ نہیں پہنچے تھے ان کو پیغام بھیجا کہ یہ سرحدیں جو ہیں وہ محفوظ نہیں ہیں۔ فتنہ تو شروع ہو گیا تو چلے جاؤ۔ جو تمہارے پاس فوج ہے وہ بھی لے کے چلے جاؤ۔ اٹھارہ ہزار فوج ان کے پاس۔ چار ہزار گھوڑ سوار اور چودہ ہزار پیادہ اور کسریٰ کے مقابلے میں۔ انہوں نے پھر بعد میں ان کو حکم مل گیا تھا قیصر کے مقابلے میں جانے کا چار پانچ لڑائیاں لڑی ہیں۔ ہر لڑائی میں کسریٰ کی تازہ دم فوج ایک نئے کور کمانڈر کے ماتحت ساٹھ ستر ہزار سے لے کے ایک لاکھ کی تعداد میں آتی تھی

اور یہ بیچارے وہی اٹھارہ ہزار کچھ شہید ہوگئے کچھ زخمی ہوگئے۔ تھکے ہوئے اور ان کا مقابلہ اس زمانے میں اس قسم کا تو نہیں تھا امریکہ سے بٹن دبایا اور گولہ برسا دیا کسی چھ ہزار سات ہزار میل پر۔ آمنے سامنے ہو کر لڑنا پڑتا تھا۔ فرق تعداد کا اتنا تھا کہ ہر آدھے گھنٹے، گھنٹے کے بعد اگلی صف لڑنے والی کسریٰ کی پیچھے چلی جاتی تھی اور تازہ دم آگے آجاتی تھی اور مسلمانوں کی ایک ہی صف اور وہ صبح سے لے کے شام تک لڑنے والے اور جیتتے چلے جاتے تھے۔ کیا چیز جتا رہی تھی ان کو؟ دنیا کا کوئی اصول تو نہیں ان کو جتا سکتا۔ یہ وعدہ تھا ان سے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ فوقیت تمہیں حاصل ہوگی۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ایمان کے تقاضے پورے کرتے چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کی نعماء سے اپنی جھولیوں کو بھرتے چلے جاؤ۔

پھر جس وقت یہ جنگ جو تھی ایران کے خلاف یہ اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی اس وقت قیصر نے سوچا پھنسا ہوا ہے عرب کا مسلمان۔ یہ موقع ہے ان کو پیچھے سے حملہ کر کے مٹا دو۔ دو محاذ کھل گئے۔ دونوں کی زبردست طاقتیں سامنے آگئیں۔ اس وقت ان کو حکم ملا تھا کہ آدھی فوج لے کے تم اس محاذ پر چلے جاؤ یعنی وہاں چھوڑ دیئے تھے پیچھے صرف نو ہزار ہی کسریٰ کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لیکن اس وقت سر نہیں گنے جاتے تھے۔ اُس وقت تو اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ سامنے رکھ کے دلوں کی حالت دیکھی جاتی تھی۔

اسی زمانے میں مختصراً میں بیان کر دوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہٗ نے جنگ سے بھی پہلے خط لکھا پوری رپورٹ تفصیلی لکھ کر یہ ہوگا یہ نقشہ بنے گا۔ اس طرح میرے مقابلہ میں تازہ دم فوجیں آئیں گی مجھے کمک بھیجیں۔ ہر نیا معرکہ کوئی دو دن بعد کوئی تین دن کے بعد ہوا ہے۔ مہینوں کے وقفہ کے بعد نہیں، دنوں کے وقفہ کے بعد ہوئے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی کمک بھیج دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے وہ کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ اتنی تفصیل سے ہمیں رپورٹ دی ہے یہ حالات ہیں اور آپ ایک آدمی کی کمک بھیج رہے ہیں۔ اس خدا کے بندہ نے آرام سے یہ جواب دیا کہ جس فوج میں اس جیسا آدمی ہو وہ شکست نہیں کھایا کرتی۔ اور پھر خیر وہ لمبا ایک واقعہ ہے اس نے بھی جا کے کارنامے جو دکھائے۔ پھر یہاں جو ایک ہی جنگ کا میں ذکر کر دیتا ہوں۔ یرموک کی جنگ میں

تین لاکھ فوج قیصر کی عیسائیوں کی اور اس کے مقابلے میں یہ کئی فوجوں کے مختلف جگہوں کے یونٹ اکٹھے کر دیئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا ہے خلافت کا۔ تو چالیس ہزار اندازہ ہے یعنی ہر ۷۵ ہزار کے مقابلے میں دس ہزار یہ وہی قریباً نسبت رہ گئی اور پانچ دن عملاً جنگ ہوئی۔ ایک دن ان کے کہنے پر وقفہ ہو گیا تھا اور اس طرح بری طرح شکست کھائی انہوں نے کہ کوئی حد نہیں۔

اس میں ایک واقعہ اور ہوا جو میں ذکر کر دیتا ہوں کیونکہ وہ اصل مضمون میرا جو ہے اسی کے متعلق میں بیان کر رہا ہوں۔ یہ اس کی مثالیں دے رہا ہوں۔ پانچویں دن جس دن آخری معرکہ ہوا اور انہوں نے شکست کھائی اور کہتے ہیں کہنے والے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ ستر ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کے وہ تین لاکھ کی فوج بھاگی تھی چالیس ہزار کے مقابلے میں اور پہلے جو چار دن تھے ان میں پتا نہیں کتنے زخمی ہوئے۔ کیا ہوا اس کا پتا نہیں۔ پانچویں دن خالدؓ بن ولید نے اپنے دوستوں کو جو سردارانِ مکہ کے بیٹے تھے جن میں عکرمہ بھی تھا ابوجہل کا بیٹا، ان کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تم نے بڑا لمبا عرصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنی کے مظاہرے کئے اور جنگوں میں شامل ہوئے، اسلام کو مٹانے کی کوشش کی۔ تمہارے چہروں پر ایسے داغ ہیں کہ تمہارے خون کے علاوہ کوئی چیز ان کو نہیں مٹا سکتی اور آج موقع ہے اپنے چہروں کے دھبے دھو ڈالو۔ ایک سو چالیس دوست اکٹھے کئے انہوں نے۔ ایک سو چالیس سے حملہ کروا دیا تین لاکھ کی فوج پر۔ کوئی کہے گا پاگل پن تھا۔ کوئی کہے گا خدا تعالیٰ کے پیار کا سمندر موجزن تھا۔ انہوں نے بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ایسے دھبے ہیں جو صرف ہمارا خون دھو سکتا ہے اور آج ہم دھو ڈالیں گے۔ ایک آدمی نہیں بچا ان میں سے۔ بچ ہی نہیں سکتا تھا۔ ۱۴۰ آدمی تین لاکھ پہ حملہ آور ہو جائے۔ بچنے کا سامان ہی نہیں۔ کہتے ہیں ایک زخمی زندہ بعد میں ملا ان کو جو چند گھنٹے کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا لیکن باقیوں کی تو لاشیں ہی وہاں سے اٹھائی انہوں نے۔ ان میں عکرمہؓ بھی تھے۔

یہ کس برتے پر لڑ رہے تھے؟ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ کے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک جگہ فوج کو جوش دلانے کے لئے انہوں نے کہا کہ فوجوں کی ہار اور جیت ان کی تعداد پر نہیں ہوا

کرتی بلکہ خدا تعالیٰ کے اس فضل پہ ہوتی ہے جو انہیں حاصل ہوتا ہے۔ اس واسطے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کے جب تقاضے پورے ہوں تو اس طرح بھی ہو جاتا ہے جیسا تاریخ نے ریکارڈ کیا اگر اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کے تقاضے پورے نہ ہوں تو پھر ایسا بھی ہمیں نظر آتا ہے مختلف ملکوں میں کہ اس ملک میں جو جوتی بھی سر پر مارنے کے لئے اٹھائی جاتی ہے وہ مسلمان کے سر پہ پڑتی ہے۔ ایسے نظارے بھی تاریخ میں دیکھے۔

ایک دفعہ ایک صحافی نے مجھ سے پوچھ لیا تھا کہ ہم سے کوئی وعدے بھی ہیں؟ ہمیں کوئی بشارتیں بھی دی گئی ہیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں بشارت بڑی زبردست ہے۔ میں بتا رہا ہوں یہ اصولی بشارت ہے۔ ہر شعبۂ زندگی میں فوقیت تمہیں رہے گی حاصل اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ میں نے کہا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کی بشارت ہے اور تمہیں کون سی بشارت چاہیئے۔ ہر شعبۂ زندگی میں تمہاری فوقیت لیکن چھوٹی سی ایک شرط لگائی تھی ساتھ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ یہ جو شرط لگانا ہے یہ انذار ہے۔ اسی سے انذار پتا لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو بشارت میں تمہیں بہت زبردست دے رہا ہوں اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ مگر ڈراتا بھی ہوں تمہیں۔ اگر تم نے ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا نہ کیا تو تمہارے حق میں یہ بشارت پوری نہیں ہوگی۔

ایک دوسری جگہ مومنوں کو بشارت ملی مغفرت کی۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزّمر:۵۴) بڑی زبردست بشارت ہے رزق کریم کی۔ یہ کریم جو میں نے Study کیا ہے کریم کے لفظ کے معانی کو، یہ ہر شخص کے مزاج کے مطابق اور طبیعت کے مطابق معنی دیتا ہے۔ تو رزق کریم نوعی لحاظ سے جو انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والا رزق، جو انسان کی زندگی کے مختلف مراحل میں اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا رزق مثلاً دو مہینے کے بچے کے لئے دودھ جو ہے ماں کا وہ رزق کریم ہے۔ اس کی حالت کے مطابق ہے اور اس کے لئے اگر آپ نہایت اچھا پکا ہوا پاکستان کا بہترین باورچی جو ہے وہ موٹا پلا ہوا چوزہ جو ہے پکا کے دو مہینے کے بچے کے منہ میں ٹھونسے تو وہ رزق تو ٹھیک ہے لیکن وہ کریم نہیں ہے اس کے لئے، طیّب نہیں ہے اس بچے کے لئے۔

تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جیسے جیسے تمہارے حالات بدلتے جائیں گے تمہارے حالات کے مطابق میں تمہاری ضروریات پوری کرنے کا سامان پیدا کرتا چلا جاؤں گا۔ رزق کے معنی صرف کھانا ہی نہیں ہے بلکہ ضروریات پورا کرنے کا سامان تمہیں دیتا چلا جاؤں گا لیکن ساتھ انذار بھی ہے اتنا زبردست، مغفرت بھی ہے۔ حالات کے مطابق تمہیں ہر چیز میسر بھی آ جائے گی۔ انذار ہے یہ کہ اگر تم ہجرت نہ کرو ہمارے حکم کے مطابق اور جہاد میں حصہ نہ لو اور مومن بھائیوں کو پناہ نہ دو اور بھائی بھائی کی مدد نہ کرے اور اس طرح تم سچے مومن نہ بنو یعنی قرآن کریم نے بھی مومن مومن میں فرق کر کے ایک جگہ خالی مومن کہا ہے۔ ایک جگہ اَلۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا کا لفظ ہے اسی آیت میں جو میں پڑھ رہا ہوں۔ یہ فرق خود قرآن کریم نے کیا ہے۔ سچے مومن نہ بنو تو یہ بشارت تمہارے حق میں پوری نہیں ہوتی۔ فرمایا:-

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ○

(الانفال:۷۵)

ہجرت کے معنی محض اپنے گاؤں کو یا شہر کو یا اپنی جائیداد کو چھوڑ کے دوسری جگہ منتقل ہونے کے نہیں ہجرت کے معنی ہیں ہر اس چیز کو چھوڑ دینے کے جسے چھوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہو۔ اس معنی کی طرف زیادہ تر توجہ ہمارے جو صوفیاء مفسر ہیں ان کی گئی ہے۔ وہ بہت سارے تو دوسری طرف آتے ہی نہیں۔ وہ اپنے ہی معنی کر جاتے ہیں لیکن وہ بھی معنی ہیں۔ جس نے خدا کی خاطر مکّہ جیسے شہر کو چھوڑا، اپنی جائیدادیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں۔ ہمیشہ کے لئے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ فتح مکہ کے بعد بھی ان جائیدادوں کو واپس لینے کا کوئی Claim نہیں کیا انہوں نے۔ اسی طرح واپس آ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، بڑا زبردست واقعہ ہے وہ بھی۔ تفصیل بتائیں گے تمہیں یہاں کہیں۔ اور وہ بھی ہجرت ہے لیکن ہر وہ چیز جس سے خدا منع کرتا ہے اس کو چھوڑ دینا وہ بھی ہجرت ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اس آیت میں بنیادی طور پر دراصل سارے اعمال صالحہ کو Cover کیا ہے ان کے متعلق بات کی ہے۔ جس چیز کو خدا منع کرتا ہے اس سے باز آؤ۔ ہجرت کرو۔ وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اور جس چیز کے کرنے کا حکم دیتا ہے

اس کے لئے پوری سعی کرو۔ محض سعی نہیں جہاد کے معنے ہوتے ہیں انتہائی کوشش کر دینا۔ ہر شخص اپنی استعداد اور طاقت کے مطابق پوری کوشش کرے خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے احکام کو پورا کرنے میں اور اس کی آگے پھر تفصیل کیونکہ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف: ۵) بنانا تھا کہ تمہیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے کی پناہ بننا چاہیئے دوسروں کے دکھوں کا مداوا بننا چاہیئے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہ ہیں سچے مومن۔ نام کے مومن تو بہت سارے ہوتے ہیں لیکن قرآن کہتا ہے یہ سچے مومن ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مغفرت ہے۔ انسان ہے بشری کمزوریاں ہیں غلطی کرے گا ہزار جگہ اور اگر توبہ کرے گا تو وعدہ ہے اس کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور مغفرت کے سامان پیدا کرے گا اور اس کی ہر ضرورت پوری کرے گا وَ رِزْقٌ كَرِيْمٌ۔

دوسری جگہ بشارتیں دیں انتہائی کامیابی تمہیں ملے گی تمہاری کوششوں کا بہترین نتیجہ نکلے گا اپنے رب کریم کی طرف سے تمہیں عظیم الشان رحمت نصیب ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کا پیار تمہیں ملے گا۔ دائمی نعمتوں والی جنتیں تمہارے نصیب میں ہوں گی۔ یہ ساری بشارتیں ہیں نا۔ انتہائی کامیابی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان رحمت کا ملنا اس کا راضی ہو جانا۔ اس کے پیار کا حاصل ہو جانا۔ ایسی جنتوں کا، رضا کی جنتوں کا ملنا جو دائمی ہیں جو ایک دفعہ مل جائیں پھر چھینی نہیں جاتیں لیکن ساتھ انذار ہے۔ وہی جو دوسری جگہ ہے میں نے بتایا ہے نا کہ دراصل وہ سارے اعمال کو یعنی جو کہ کرنے کے ہیں ان کی اطاعت کرنا۔ اس اطاعت میں انتہائی توجہ اور انتہائی زور لگا کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا نمونہ ظاہر کرنا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔ (التوبۃ:۲۰) انتہائی کامیابی جس کا میں نے ترجمہ کیا تھا۔ یہ بشارت ہوگئی نا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ کامیابی بڑی ہے۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ ان کو بشارت دو۔ یہ ساری بشارتیں ہی ہیں جس کو میں نے کہا تھا نا بشارت۔ آپ میں سے کسی کا دماغ ادھر نہ چلا جائے کہ وہ تو جزا ہے۔ کوئی جزا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ (التوبۃ:۲۱) خدا تعالیٰ

اپنی رحمت کی انہیں بشارت دیتا ہے۔ رضوان اور اپنی رضا کی انہیں رحمت دیتا ہے۔ وَ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (التوبة:۲۱) ابدی نعماء والی جنتوں کی انہیں بشارت دیتا ہے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ بڑا اجر دینے والا ہے لیکن هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ یہاں جہاد کے معانی کا تجزیہ کر کے اس کو کھول کے بیان کر دیا ہے، اپنے اموال سے اور اپنے نفسوں سے یعنی خدا تعالیٰ کے لئے اپنے نفوس کی تہذیب کرنا، انہیں پالش کرنا اور خدا کی ملت اسلامیہ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنا۔ قرآن کریم نے جہاد کو تین بنیادی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اپنے نفس کو پالش کرنا یعنی ساری برائیوں کو پاک کر کے۔ وہ پاک ہے خدا تعالیٰ پاک ہے نا اور پاک کو پسند کرتا ہے۔ پاکیزگی میں اس جیسا بننے کی کوشش کرنا انسان خدا نہیں بن سکتا یہ درست ہے لیکن انسان بننے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اس کے دل کی یہ تڑپ جو ہے وہ خدا تعالیٰ کو پسند آتی ہے۔ خدا کہتا ہے میرا یہ عاجز بندہ جو میری عظمت اور پاکیزگی ہے اس کے اربویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ طاقت ہی نہیں اس کو میرے مقابلے میں لیکن دل میں ایک جلن ہے، ایک آگ ہے، ایک تڑپ ہے، ایک لگن ہے وہ کہتا ہے میں بھی اپنے خدا کی طرح پاک بن جاؤں۔ خدا تعالیٰ کو وہ جو اس کی لگن اور تڑپ ہے اور جو نیت ہے، جو کوشش اس کے لئے وہ کر رہا ہے وہ پسند آتی ہے۔ بعض استاد کسی زمانے میں پرچے تول کے نمبر دے دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پرچے تول کے نمبر نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ تو اخلاص پر نگاہ رکھتا ہے اور اپنے پیار سے اٹھا کے اور اپنی گود میں رکھ لیتا ہے۔ اتنی عظیم بشارتیں ہیں۔ بشارت کا لفظ بھی یہاں استعمال ہوا ہے لیکن انذار کا پہلو بھی ہے اگر تم ہجرت اپنے پورے معانی میں جو ہجرت کے ہیں جو خدا تعالیٰ نے بیان کئے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر روشنی ڈالی ہے، آپ کے اسوہ میں وہ چیز ہمیں نظر آتی ہے، اس کے مطابق ہجرت نہیں کرو گے اگر اس کے مطابق جہاد نہیں کرو گے۔ میں بتا رہا تھا تین معنے ہیں ایک نفس کے خلاف جہاد۔ ایک قرآن کریم کو ہاتھ میں پکڑ کے ساری دنیا میں قرآن کریم کے نور کو پھیلانے کی کوشش وہ بھی قرآن کریم کی اصطلاح میں جہاد ہے اور ایک اس انجان ناسمجھ کے خلاف جہاد جو خدا تعالیٰ کی پیاری قوم کو

مادی طاقت سے مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی تلواریں بھی ہوں گی تو کوئی پرواہ نہ کرنا میرے نام کے اوپر کھڑے ہو جانا جیسا کہ میں مثالیں دے کر پہلے آپ کو بتا چکا ہوں۔ بہرحال یہ سارے اعمال صالحہ کے اوپر ہجرت اور جہاد کا لفظ احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بشارت خدا تعالیٰ کی رحمت کی دی اور شرطیں۔ قرآن کریم میں بشارتوں کے ساتھ انذاری پہلو مختلف جگہ ساری تعلیم ہی یہ بھری ہوئی ہے یعنی ہر حکم جو ہے اس کا ایک پہلو انذار کا نکل آتا ہے یعنی یہ کہا کہ اپنے بھائی سے حسن سلوک کر۔ اسے دکھ نہ پہنچا۔ دونوں معنی منفی اور مثبت دونوں چیزیں۔ اگر وہ دکھ پہنچاتا ہے حکم نہیں مانتا تو وہ انذار ہے اگر وہ سکھ پہنچاتا ہے تو وہ بشارت بن جاتی ہے۔ عملاً اگر وہ ایسا کرتا ہے اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (التوبۃ:۷۱) خدا تعالیٰ کی رحمت کے وارث ہوں گے۔ کون لوگ؟ وہ مومن مرد اور مومن عورتیں جو بعض بعض کے خیر خواہ ہیں۔ امر بالمعروف کرنے والے، منکر سے روکنے والے، نمازوں کو قائم کرنے والے، زکوٰۃ کو دینے والے، غرض کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی پوری اور سچی اور کامل اطاعت کرنے والے۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ۔

تو جو شخص باہمی دوستی اور خیر خواہی نہیں رکھتا، امر بالمعروف نہیں کرتا، نہی عن المنکر نہیں کرتا، نماز کو شرائط کے ساتھ قائم نہیں کرتا پڑھتا تو ہے لیکن شرائط کے ساتھ قائم نہیں کرتا، زکوٰۃ کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا نہیں کرتا۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت میں کمی کرتا ہے وہ انذار ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے اگر ایسا کرو گے۔ یہ آخر میں مَیں نے دو آیتیں اس لئے لی تھیں اس کا دوسرا حصہ نبی والا حصہ بھی ایک دوسری آیت میں ہے۔ دونوں سامنے آجائیں گی تو آپ پر مضمون واضح ہو جائے گا۔ دوسری آیت میں ہے کہ ایک گروہ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ خدا تعالیٰ ان کی وہ کوششیں جو خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے بظاہر نظر آتی ہیں، قبول نہیں کرے گا۔ ان کے صدقات قبول نہیں کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے عذاب کا سامان پیدا کرے گا اور ہیں وہ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے اور نماز ادا کرنے والے۔ یہ وہ گروہ ہے جن کے متعلق خدا کہتا ہے کہ ان کی قربِ الٰہی کی کوششیں قبول نہیں ہوں

گی۔ خداتعالیٰ ان کے لئے عذاب پیدا کرے گا۔ بظاہر وہ خرچ بھی کرتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مومن بھی ہیں اور کفر اللہ بھی کر رہے ہیں اور رسول کا بھی کفر کر رہے ہیں۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى (التوبۃ:۵۴)نماز پڑھتے ہیں مگر ٹھونگے مارتے ہیں یعنی شرائط اس کی قائم نہیں کرتے۔ ان کے دل میں خداتعالیٰ کا پیار نہیں۔ وہ جو عاجزی کی کیفیت دل اور دماغ اور روح میں پیدا ہونی چاہیئے وہ نہیں۔ وہ خداتعالیٰ کو ہی حاکم اور دیالو نہیں سمجھتے بلکہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور قبروں پہ مثلاً سجدہ بھی کر لیتے ہیں جاکے اور پیروں کی پرستش بھی کرتے ہیں۔ اس قسم کی نماز پڑھنے والے ہیں۔ وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ۔ دیتے تو ہیں مگر نفرت کے ساتھ دیتے ہیں۔ بشاشت کوئی نہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ خرچ کرے اور بشاشت سے خرچ کرے کراہت سے خرچ نہ کرے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ نماز پڑھے اور نماز کو شرائط کے ساتھ قائم کرے۔ یہ نہیں کہ كُسَالٰى۔ مثلاً آ گئے دوڑ کے ادھر ادھر دیکھ لیا اچھا کسی کی نظر مجھ پر پڑی ہے مجھے پھر نماز پڑھنی پڑے گی تو آ گئے اور ظاہر میں ٹھونگے بھی مار لئے۔ ایمان کا دعویٰ بھی ہے اور عملاً کفر باللہ اور کفر بالرسول بھی ہے اور ساتھ یہ دعویٰ بھی ہے یہ ہے ہی منافقوں کے متعلق۔ ایسے کمزوروں کے متعلق جو نماز بھی پڑھتے ہیں آخر وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے ہیں نا جو آ جاتے ہیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اور زکوٰۃ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

تو اس کو چاہیئے آپ تمہید سمجھ لیں۔ جو کچھ ابھی تک میں نے بیان کیا۔ میں جماعت کے یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت ہی متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اور آپ کو جو اس نے بشارتیں دی تھیں اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم کیا ہے کہ ساری دنیا میں صحیح اور سچے اسلام کو وہ پھیلا کے اور قائم کر کے اور بنی نوع انسان کے دلوں کو پیار اور محبت کے ساتھ خدائے واحد و یگانہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بشیر اور نذیر كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ہیں ان کے

لئے جیتے۔ بنی نوع انسان کے دلوں کو جیت کے خدائے واحد و یگانہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے جھنڈے تلے جمع کرے بنی نوع انسان کو۔ اس لئے آپ کو قائم کیا، اتنی آپ کو بشارتیں دی گئی ہیں اتنی بشارتیں دی گئی ہیں کہ اندازہ نہیں آپ کر سکتے۔ اگر آپ میں کوئی سمجھدار ہو تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ میرے جیسے انسان کو اتنی عظیم بشارتیں کیسے مل گئیں؟ مجبور ہو گا اس نتیجہ پر پہنچنے پر کہ مجھے یہ بشارتیں ملی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل۔

تو جو اس ایمان کے تقاضے ہیں جو اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ کا مطالبہ کر رہا ہے وہ ایمان خالی یہ نہیں کہ ہم ایمان لے آئے جو خدا اور رسول کی کامل اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے۔ جو اس ایمان کے تقاضے ہیں اس کو آپ پورا کریں ساری دنیا اکٹھی ہو جائے آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اس لئے کہ آپ کی ساری محنت اور کوشش مزدوری جو ہے وہ اپنے لئے نہیں خدا اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ آپ اپنے لئے مکان نہیں بنا رہے۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محل تیار کر رہے ہیں اور ایسا قلعہ جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں ساری دنیا آجائے گی۔ اگر آپ واقع میں ایسا کر رہے ہیں تو جو بشارتیں پہلی بھی اور نئی بھی ہیں وہ آپ کے حق میں پوری ہوں گی اس واسطے کہ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ والی کیفیت آپ کی زندگی میں ہے لیکن اگر آپ ایسا نہیں کر رہے تو خالی احمدی بن جانے سے منہ سے اور احمدی کہلانے دوسروں کے مونہوں سے، یہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اس واسطے ہر شخص، ہر گھرانہ، ہر شہر اور قصبہ اور ملک سوچے کہ اتنی بڑی بشارتیں ہمیں دی ہیں اتنی بڑی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی گئیں، اتنے بڑے نشان ہمیں دکھائے گئے، اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ۔ ہماری تو پچھلے نوے سالہ زندگی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سالہ زندگی کا چھوٹا سا حصہ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے روحانی۔ اس نوّے سالہ زندگی میں ہر وہ بشارت پوری ہوتی ہم نے دیکھی جس کا وعدہ ہم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یا آپ کے طفیل آپ ہی کی بنیادی بشارتوں کے نتیجہ میں حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمارے ساتھ کیا۔ اتنا سا آپ چندہ دے دیتے ہیں اور اتنے ملک ہیں وہ۔ پیچھے غانا میں کچھ ان کے حساب کتاب کی مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہاں مبلغ انچارج خود غانین ہیں عبدالوہاب

بن آدم۔ ان کو میں نے کہا آ جاؤ مشاورت بھی دیکھ لو کوئی سال سے آئے نہیں اور تم سے باتیں بھی کرنی ہیں۔

آپ نے چھ ملکوں میں نصرت جہاں سکیم کے ماتحت کام کرنے کے لئے جماعت کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے نیک نیتی کے ساتھ کیونکہ اس کا نتیجہ ایسا ہی نکلا باون لاکھ روپیہ دیا تھا۔ جب وہ یہاں آئے تو یہ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۳ء کے درمیان یہ رقم باون لاکھ جمع ہوئی ہے تو کئی کروڑ روپیہ جو صرف غانا میں خرچ ہو چکا ہے۔ میں نے ان سے کہا ہر ہفتے تمہاری طرف سے مطالبہ آتا ہے کہ جی تین لاکھ کی منظوری دے دیں۔ وہ صرف منظوری مجھ سے لیتے ہیں۔ باقی سارا کچھ انہی کے اختیار میں ہے۔ پانچ لاکھ کی منظوری دے دیں۔ بیس لاکھ کی منظوری دے دیں۔ میں بعض دفعہ گھبرا جاتا ہوں کہ پتا نہیں تمہارے پاس پیسے ہیں بھی یا نہیں اور مجھ سے تم منظوریاں لیتے جاتے ہو۔ خرچ کرتے جاتے ہو۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ کہنے لگے کہ وہ سارے اخراجات جو ہو چکے پچھلے سالوں میں ہمارے پاس ڈیڑھ کروڑ روپیہ بنک میں پڑا ہے۔ اس واسطے اور ان کے لئے جو وہاں میں نے بھیجے تھے ڈاکٹر۔ ان کو پانچ سو پاؤنڈ یعنی دس ہزار روپیہ میں دیتا تھا اور ان کو میری ہدایت تھی کہ چھپّر بنا کے بیٹھ جاؤ اور خدا کی راہ میں خدمت کرو اس کی مخلوق کی۔ ان کو ضرورت ہے یا نہیں؟ یہ میرا اور تمہارا کام نہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے شروع میں مجھے کہا ان کا دماغ تاجرانہ بھی ہے، وکیلانہ بھی ہے۔ مجھے کہنے لگے آپ یہ باون لاکھ روپیہ کے حصے خرید لیں تو یہ جو Dividend ملے گا اس سے اپنے پروگرام چلائیں۔ خیر میں ان کی بات سنتا رہا۔ پھر میں مسکرایا۔ میں نے کہا چوہدری صاحب! مجھے زیادہ سے زیادہ کتنا Dividend مل جائے گا۔ کہنے لگے زیادہ سے زیادہ بہت اچھی بھی اگر کوئی کمپنی ہو اور کامیاب ہو تو آپ کو بارہ فیصد مل جائے گا۔ میں نے کہا جس سے میں تجارت کرنا چاہتا ہوں وہ تو کہتا ہے میں بغیر حساب کے دوں گا۔ میں بارہ کے اوپر کیسے راضی ہو جاؤں؟ اس واسطے مجھے کرنے دیں اپنا کام۔ تو یہ دیکھ لو آپ ہی بغیر حساب کے دیا کہ نہیں۔ غانا میں ہمارے لئے مسئلہ اور بڑھ گیا۔ میں نے پہلے بھی بتایا آپ کو کہ ڈاکٹر اپنی سمجھ کے مطابق نسخہ لکھ سکتا ہے۔ اپنی سمجھ کے مطابق تشخیص بھی کر سکتا ہے نسخہ بھی لکھ سکتا ہے لیکن

ضروری نہیں کہ تشخیص صحیح ہو۔ضروری نہیں کہ نسخہ صحیح ہو۔اگر تشخیص صحیح ہو اور نسخہ بھی صحیح ہو تو اس نے تشخیص کر دی اور نسخہ بھی لکھ دیا لیکن کوئی ڈاکٹر شفا نہیں دے سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ بازار میں بکتی نہیں۔ اس واسطے جو ہمارے مقابلے میں کروڑوں روپے خرچ کر دیئے تھے جنہوں نے ابتدا میں پہلے سال بڑے بڑے محلات بنا دیئے جن کو ہسپتال انہوں نے کہا۔ بہت بڑی شاندار عمارتیں۔ ان کے پہلو میں ہم نے وہ خونچہ، یہ وہ لکڑی کا ایک ڈبہ سا بنا دیا۔ ان کو کہا کام کرو اور غیر مما لک کے (Millianaires) غانا میں آ جاتے ہیں ہمارے ہسپتال میں سو سو اپنے ساتھ نوکر لے کے۔ وہاں یہی طریقہ ہے۔ ہمیں مصیبت ڈال دیتے ہیں کہ ان کو ٹھہراؤ۔ انتظام کرو ان کا اور دے جاتے ہیں۔ آپریشن کروانا ہے تو ان سے کہیں زیادہ فیس دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے اس واسطے سارے ویسٹ افریقہ میں شہرت ہوگئی ہے ہمارے ڈاکٹروں کی۔ غانا کے ایک افسر نے عیسائی نے اور کوئی اعتراض نہ کیا اس کو یہ اعتراض سوجھا اس نے کہا ہم تو تمہارا ہسپتال بند کر دیں گے تم غانین کا علاج نہیں کرتے اور جو غیر ملکی ہیں ان کے علاج کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہو۔ یہ اعتراض بنالیا خیر وہ تو پھر سمجھ آ گئی کہ اُن کو کہ ان کا بھی کرتے ہیں اِن کا بھی کرتے ہیں۔ جو مریض آئے گا ان کے پاس بہر حال اس کا علاج کرنا ہے۔ یہ تو نہیں کہ بعض کا کرے گا بعض کا نہیں کرے گا۔

تو خدا نے وعدے دیئے ہیں بے شمار وہ پورے کر رہا ہے۔کوئی احمق ہوگا جو کہے کہ خدا نے وعدہ ہم سے کیا تھا اور پورا نہیں کیا۔بعض تو اتنے جلدی وعدے پورے کئے ہیں پہلی قومیں تو اپنے دشمنوں کے متعلق صدیوں انتظار کرتی رہیں اور کچھ نہیں بنا ان کا اور آپ کو تو بعض ایسے تھے وعدے کہ چار سال انتظار نہیں کرنا پڑا۔ دنیا جہان کو آپ کے لئے الٹا کے رکھ دیا خدا نے اور کام کرتا ہے۔

آپ کا ایک ہی کام ہے انسان کا دل خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنا۔ اس کے لئے قرآن کریم کی اشاعت ہے مختلف زبانوں میں اور قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ ہمارے لئے وہ Problems ہیں لیکن بہر حال ہم تلاش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر آج کے زمانہ میں بہترین ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

کی ہے یعنی میں تو پچھلے پندرہ سال میں بہت دفعہ باہر بھی گیا، Tour کیا۔ کوئی ایسا مسئلہ میرے سامنے یہ بڑے ذہین، سمجھدار، پڑھے لکھے پی ایچ ڈی اور اس سے بھی آگے نکلے ہوئے انہوں نے اسلام کے متعلق نہیں رکھا کہ اسی وقت خدا تعالیٰ نے جواب نہیں سکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے اندر بڑی برکت ہے وہ ہمیں صحیح قرآن کریم کا مقام، قرآن کریم کی تفسیر کرنے کا صحیح طریق، قرآن کریم کی عظمت، یہ یقین کہ ہر چیز قرآن کریم میں سے نکل آتی ہے بتاتی ہیں۔ اب یہ یقین نہ ہو تو نہیں نکلے گی قرآن کریم سے یعنی جو دماغ یہ سمجھے گا کہ نکل نہیں سکتی وہ نہیں نکالے گا اور جو شخص یہ سمجھے گا کہ قرآن کریم میں سے ہر problem کا Solution ہر مسئلہ کا حل موجود ہے، نکالے گا۔ خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور بڑے بڑے عجیب وغریب سوال وہ کرتے ہیں۔ ایک ذمہ داریوں کے ساتھ کچھ آپ کو جو صحیح Approach ہے مجلسوں میں تو میں نے بتائی شاید کسی خطبہ میں بھی آ گئی ہو۔ خطبے بھی نہیں پڑھتے بہت سارے۔ یہاں بہت سارے ہوں گے جو پہلی دفعہ سن رہے ہوں گے بات۔ فرینکفرٹ کی بڑی اچھی پریس کانفرنس تھی اس میں ایک صحافی مجھے کہنے لگے۔ اسلام میں تعدد ازدواج کی تعلیم دی گئی ہے۔ اپنی طرف سے بہت بڑا اعتراض انہوں نے بنایا ہوا ہے یورپ کے ملک میں۔ تو میں کوئی Apology تو نہیں کیا کرتا۔ مجھے تو خدا تعالیٰ نے اسلام کو غالب کرنے کے لئے نائب بنایا ہے مہدی کا۔ میں نے کہا ہاں دی گئی ہے تعلیم۔ مگر اگر دنیا کی کوئی عورت دوسری بیوی بننے کے لئے تیار نہ ہو تو عملاً تعدد ازدواج نہیں ہوگا اور اگر دنیا کی کوئی عورت دوسری بیوی بننے کے لئے تیار ہو نہ تمہیں کوئی اعتراض نہ مجھے کوئی اعتراض۔ جب وہ دوسری بیوی بننے کے لئے تیار ہے تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے۔ اس کو تسلی ہوگئی کیونکہ یہی اس نے مجھ سے پوچھا تھا۔ مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ میں نے کہا گھر جا کے شاید شیطان وسوسہ ڈالے کہ پہلی بیوی کے متعلق پھر کیا کہتا ہے اسلام۔ قرآن کریم میں ہے یہ کہ دوسری بیوی کرنے سے پہلے، پہلی بیوی سے مشورہ کرلو۔ یہ قرآن کریم کی آیت کی تفصیل بیان کی میں نے اس کے سامنے۔ میں نے کہا کہ وہ کہے گا کہ میری فلاں فلاں ضرورت ہے مثلاً بیس سال اس کے ساتھ رہا۔ پیار ہے بیوی کے ساتھ۔ وہ کہے گا بیس سال تمہارے ساتھ رہا ہوں اب یہ

مجھے مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، یہ میری Problem ہے۔ اگر تم کہو تو میں دوسری شادی کرلوں۔ اس کے دو جواب ہوں گے یا وہ کہے گی کہ میں سمجھ گئی تمہارا مسئلہ اور تمہاری ضرورت حقّہ ہے کرلو۔ پھر بھی نہ تمہیں اعتراض کوئی نہ مجھے کوئی اعتراض۔ یا وہ یہ کہے گی کہ میں تمہارے مسئلہ کو صحیح نہیں سمجھتی اور تمہیں چھوڑنا بھی نہیں چاہتی۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گی چاہے مجھے سمجھ آئے نہ آئے تب بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں یا وہ کہے گی کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تو قرآن کریم خاوند کو کہتا ہے کہ اس کے سارے حقوق ادا کرو اور اس کو تم علیحدہ کردو۔ پھر بھی تعدد ازدواج نہیں ہوگی۔

ایک جگہ امریکہ کی ایک مجلس میں احمدیوں کے ساتھ بہت سارے عیسائی بھی تھے یہی اعتراض کردیا تعدد ازدواج کا تو ہمارے مبلغ یا احمدی جواب دینے لگے تو ایک امریکن عورت عیسائی کہنے لگی نہیں نہیں آپ ٹھہریں میں جواب دوں گی۔ کہنے لگی تم تو بالکل ہی ناسمجھ ہو۔ زندگی میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایک شخص کو دوسری شادی کرنی پڑتی ہے۔ کہنے لگی مجھے دیکھو۔ میرے باپ نے دوشادیاں کیں اور اسے کرنی چاہئیں تھیں۔ کہنے لگی شادی کی پھر بچے پیدا ہوئے۔ میں بھی ایک لڑکی ہوں اپنی پہلی ماں سے۔ پھر ایک وقت گزرنے کے بعد میری ماں ہوگئی پاگل۔ تو دوصورتیں تھی یا وہ اس کو طلاق دے دیتا اور وہ خراب ہوتی رہتی اور دوسری شادی کرلیتا اس کی بجائے ایک ہی رہتی اور یا وہ اس کو اپنے پاس رکھتا اور دوسری شادی کرتا۔ اس نے دوسری شادی کی اب وہ گھر میں ہے۔ نئی بیوی بھی اس کا خیال رکھتی ہے۔ اس کا ہم علاج کرتے ہیں۔ بڑا خوش رکھتے ہیں کوئی تکلیف اسے نہیں۔ بہت ساری تکلیفیں اس کو اٹھانی پڑتیں اگر دوشادیوں کی اجازت نہ ہوتی۔ تو اس نے یعنی عیسائی عورت نے معترض کو اسلام کی طرف سے یہ سمجھا دیا۔ دنیا کی عقل اس طرف آرہی ہے۔

اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تم عورت کو دکھ دینے کے لئے دوسری شادی کرو۔ یہ کہیں قرآن کریم نے اجازت نہیں دی۔ اسلام نے تو کہا ہے ضرورت ہو، حالات کا تقاضا ہو کرو دوسری شادی لیکن عدل کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر تم سمجھو کہ تم عدل قائم نہیں رکھ سکو گے تو بالکل نہ کرو دوسری شادی۔

دوسری شادی کا ایک دفعہ جب میں پڑھا کرتا تھا آکسفورڈ میں تو ایک سویڈن کا نوجوان طالب علم میرا دوست بن گیا۔ میں نے سویڈن کے متعلق بھی کچھ پڑھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اسلام کا تعارف کروانے کے لئے تعدد ازدواج کا ہی مسئلہ لیا۔ میں نے کہا مجھے یہ بتاؤ تمہارے ملک میں عورت اور مرد کی نسبت کیا ہے۔ کہنے لگا (میں نے جو پڑھا ہوا تھا وہ اس کے منہ سے کہلوانا چاہتا تھا) کہنے لگا چالیس فیصد مرد اور ساٹھ فیصد عورت۔ میں نے کہا تو پھر بیس فیصد عورت وہاں کیا کرتی ہے؟ وہ بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ کہنے لگا تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا۔تمہارا علاج ہے تعدد ازدواج میں۔ ورنہ بدمعاشی پھیلے گی تمہارے ملک میں اگر اس طرف نہیں آؤ گے تو۔ یہ قوم کا مسئلہ ہے جس کو تعدد ازدواج حل کرتا ہے۔بعض افراد کے مسائل ہیں ان کو حل کرتا ہے۔

بہر حال سوال یہ نہیں کہ تعدد ازدواج کی اجازت ہے یا نہیں۔سوال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن شرائط کے ساتھ جو کام کرنے کو کہے ہیں وہ آپ نے کرنے ہیں جن سے روکا ہے ان سے آپ نے رکنا ہے۔اس کے بغیر آپ وہ نمونہ آج دنیا کے سامنے نہیں رکھ سکتے۔ جسے دیکھ کر وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔قرآن کریم نے کسی ایک جگہ یہ نہیں کہا کہ مسلمان اور غیر مسلم کے دنیوی حقوق مختلف ہیں۔کسی ایک مسئلے میں نہیں۔سینکڑوں جگہ جو روکا ہے مثلاً کہا ہے بدظنی نہ کرو۔ کہیں نہیں کہا کہ غیر مسلم کے اوپر بدظنی کر لیا کرو مسلمان پر نہ کرو۔ افترا نہ کرو۔تہمت نہ لگاؤ۔ یہ نہیں کہا کہ عیسائی پر تہمت لگا دیا کرو مسلمان پر نہ لگاؤ۔سب کے برابر کے حقوق ہیں دنیوی حقوق جتنے ہیں۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰلِ عمران:۱۱۱) کہا ہے۔ نوعِ انسانی کی بھلائی کے لئے قائم کیا ہے امت مسلمہ کو۔ اُخْرِجَتْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ نہیں کہا کہ جو ایمان کا دعویٰ کرے صرف ان کی بھلائی کے لئے تمہیں ہم نے کھڑا کیا ہے۔

تو جب تک آپ لوگ دیانت داری کے ساتھ خدا کے بندے بننے کی کوشش نہیں کریں گے اور اپنے آپ کو مستحق نہیں بنائیں گے خدا تعالیٰ کی بشارتوں کا کہ وہ تمہاری زندگیوں میں پوری ہوں اس وقت تک اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے کہ نوعِ انسان کے دل جیتیں اور خدائے واحد ویگانہ کے جھنڈے تلے ان کو جمع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے

اور ہمیں سمجھ دے اور ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور ہماری روکوں کو دور کرے اور ہمیں ہمت عطا کرے اور طاقت دے اور دنیا میں سب سے زیادہ دلیر اور نڈر اور خدا کرے اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والا بندہ بنا دے۔ (آمین)

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

۞۞۞